99844-اگر کوئی کہے کہ میں تو معین مذہب پر نہیں چلتا بلکہ فقہاء کے اجماع کو لیتا ہوں

سوال

جو شخص کسی مذہب پر نہیں چلتا بلکہ فقہاء کے اجماع پر چلتا ہے اس کا جواب کیا ہوگا، اور کیا اسے کسی معین مذہب پر چلنا ضروری ہے یا کہ اسے حکمران کے نافذ کردہ مذہب پر چلنا ہوگا، یا وہ اپنا کوئی شیخ اور مرشد بنا لے جس کی اقتدا کرتا رہے ؟

پسندیدہ جواب

دلائل سے استدلال اور احکام استنباط کرنے میں لوگوں کی فہم اور ادراک اور قدرت و مختلف ہے، ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حق میں تقلید جائز ہے، بلکہ بعض اوقات اس پر واجب ہوگی، اور کچھ ایسے ہیں جو دلیل کے بغیر عمل نہیں کر سکتے.

1–چنانچہ وہ طالب علم جس کے لیے اقوال میں تمیز کرنی اور راجح اور مرجوح اقوال کو معلوم کرنا ممکن ہے اس کے لیے راجح پر عمل کرنا لازم ہے، جو اس کے لیے راجح ظاہر ہوتا ہو.

2–لیکن جس میں اس کی اہلیت نہیں تو اس کے لیے تقلید ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے دریافت کرو}۔النحل (43).

اور وہ اس شخص کی بات مانے اور تقلید کرے جسے وہ علم و ورع اور تقوی میں افضل دیکھتا ہو، اس کے لیے کسی معین مذہب کی اتباع اور مسلک پر چلنا لازم نہیں، چاہے وہ اس ملک کا مسلک ہو، یا نہ ہو، بلکہ اسے کتاب و سنت کی دلیل دیکھ کر عمل کرنا ہوگا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس کی مثال اس عام آدمی کی ہے جس نے کسی شخص سے یہ کہتے ہوئے سنا : زیور میں زکاۃ ہے، اور کسی دوسرے شخص سے یہ کہتے ہوئے سنا : زیور میں زکاۃ نہیں، تو یہاں اس کے پاس دو رائے ہوگئیں تو وہ کس کی بات تسلیم کرے اور کس کی تقلید کرے ؟

ہم کہینگے : اسے اختیار ہے، لیکن اسے چاہیے کہ وہ اس کی بات مانے جو اس عالم کے ورع و تقوی کی بنا پر اقرب الی الصواب ہو اس پر چلے " انتہی

دیکھیں : شرح الاصول من علم الاصول (637).

لہذا عامی شخص دلائل میں اجتہاد نہیں کریگا، لیکن وہ کسی ایسے شخص سے اخذ کرنے اور لینے میں کوشش اور جدوجہد کریگا جو تقوی و ورع اور علم میں ید طولی رکھتا ہو.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس طرح مجتہد کے لیے اکٹھی دو دلیلوں کی اتباع کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی بغیر اجتہاد کیے اور بغیر ترجیح دیے دونوں میں سے کسی ایک کی اتباع کرنی جائز نہیں، اسی طرح عامی شخص کے لیے بھی دو مفتیوں کی اکٹھی اتباع کرنی، اور نہ ہی بغیر ترجیح اور اجتہاد کے کسی ایک کی اتباع کرنی جائز ہے...

اور جب بھی ہم مقلدین کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ ائمہ کے مذاہب سے جو انہیں اچھا لگتا ہے وہ چن لیں، تو اختیار میں ان کے لیے اتباع شہوات کے علاوہ کوئی مرجع نہیں بچے گا، اور یہ چیز وضع شریعت کے مقصد کے منافی اور مخالف و مناقض ہے" انتہی

دیکھیں: الموافقات (131/4).

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ "الفقیہ والتفقہ" میں کہتے ہیں:

اگر کوئی قائل یہ کہے: اگر عام مستفتی یعنی سوال دریافت کرنے والے کو دو مفتی مختلف فتوی دیں تو کیا اس کے لیے تقلید جائز ہے؟

کہا جائیگا: اگر تو عامی شخص کی عقل میں اتنی وسعت ہے، اور اس کی فہم مکمل ہے کہ جب وہ سوچ و بچار کرے تو تو اس کی عقل میں آجائے، اور جب وہ سمجھایا جائے تو سمجھ جائے، تو وہ دو مختلف مسلک اور مذہب والوں سے دریافت کر سکتا ہے، اور ان کے مسلک اور ان کے دلائل کے متعلق دریافت کرے پھر اس کے نزدیک جو راجح ہو اسے لے لے.

لیکن اگر اس کی عقل اس سے قاصر ہو، اور اس کی فہم مکمل نہیں، تو اس کے لیے ان دونوں میں سے افضل مفتی کی تقلید جائز ہے" انتہی

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

مذاہب اربعہ کی تقلید اور ہر حالات اور دور میں ان کے اقوال کی اتباع کرنے کا حکم کیا ہے؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

اول:

مذاہب اربعہ چاروں اماموں کی طرف منسوب ہیں: یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جمیعا.

حنفی مذہب امام ابو حنیفہ کی طرف، اور مالکی مذہب امام مالک کی طرف، اور شافعی مذہب امام شافعی کی طرف، اور حنبلی مذہب امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب ہے.

دوم:

ان اماموں نے فقہ کتاب و سنت سے اخذ کی، اور یہ سب اس میں مجتہد تھے، اور مجتہد کا اجتہاد صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی، اگر اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اجتہاد اور صحیح ہونے کا اسے ڈبل اجر ملتا ہے، اور غلط ہو تو اسے اجتہاد کا اکہرا اجر ملتا ہے، اور وہ اپنی غلطی معذور ہوگا.

سوم:

کتاب و سنت سے استنباط کرنے کی استطاعت اور قدرت رکھنے والا شخص کتاب و سنت سے اسی طرح اخذ کریگا اور لے گا جس طرح اس سے پہلوں نے لیا ہے، اور جس میں وہ حق کا اعتقاد رکھتا ہے اس میں اسے تقلید جائز نہیں، بلکہ اسے وہ حق لینا ہوگا، اور جس سے وہ عاجز ہو اور اس کی ضرورت ہو اس میں تقلید جائز ہے.

چہارم:

جسے استنباط کرنے کی قدرت واستطاعت نہ ہو اس کے لیے اس کی تقلید کرنا جائز ہے. جس پر اس کا دل مطمئن ہو، اور جب اس کے دل میں عدم اطمنان ہو تو اسے مسئلہ دریافت کرنا چاہیے حتی کہ اسے اطمنان ہو جائے۔

پنجم :

اوپر جو بیان ہوا ہے اس سے یہ واضح ہوا کہ ہر حال اور ہر دور میں ان کے اقوال کی پیروی نہیں کی جائیگی؛ کیونکہ ہو سکتا ہے ان سے غلطی ہو گئی ہو، بلکہ ان کے اقوال میں سے جو حق ہے اور اس کی دلیل ملتی ہے، اس کی اتباع ہوگی" انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (28/5).

اور فتاوی جات میں یہ بھی درج ہے :

"جو کتاب وسنت سے احکام استنباط کرنے کا اہل ہو، اور اس پر اسے قوت حاصل ہو، چاہے فقہی ثروت سے جو ہمیں سابق علماء اسلام سے ملی ہے اس کی معاونت سے ہی ہو تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؛ تا کہ وہ اس پر عمل کرے، اور اس کے ساتھ فیصلے کرے، اور لوگوں کو فتوی دے۔

اور جو اس کا اہل نہ ہو، ت واسے امانتدار اور موثوق قسم کے علماء کرام سے دریافت کرنا چاہیے تا کہ مذاہب اربعہ میں سے بغیر تعقید کے ان کی کتب سے حکم معلوم کرے اور اس پر عمل کر لے، لوگ ان چار کی طرف ان کی شہرت اور ضبط کتاب اور اس کے پھیل جانے اور اس کی تسہیل کی بنا پر رجوع کرتے ہیں۔

اور جو کوئی یہ کہے کہ متعلمین پر مطلقا تقلید واجب ہے تو وہ غلطی پر ہے، اور جامد ہے، اس نے متعلمین پر عموما سوء ظن کیا ہے، اور جس میں وسعت تھی اس میں تنگی پیدا کی ہے۔

اور جو کوئی تقلید کو مشہور مذاہب اربعہ میں محصور کرتا ہے وہ بھی غلط ہے، اس نے بغیر کسی دلیل کے وسعت میں تنگی کی ہے، امی کے لیے ائمہ اربعہ وغیرہ کے فقہاء میں سے کسی فقیہ میں کوئی فرق نہیں مثلا : للیث بن سعد اور اوزاعی وغیرہ دوسرے فقہاء برابر ہیں۔

اور کسی انسان کا یہ دعوی کہ وہ صرف اس پر عمل کریگا جس پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس کو دیکھا جائیگا : اگر تو وہ اجماع کو لیتا ہے، اور استنباط کی اہلیت ہونے کی بنا پر اختلافی مسائل میں اجتھاد کرتا ہے تو یہ ممکن ہے۔

لیکن اگر وہ اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور کسی مذہب کو نہیں لیتا، یا کسی عالم کی تقلید نہیں کرتا، تو اس کا معنی ہے کہ وہ اکثر مسائل میں جاہل رہے گا؛ اس لیے کہ اختلافی مسائل کی بنسبت اجماع والے مسائل بہت کم ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ :

احکام شریعت کی معرفت کے دو طریقے ہیں :

اول :

استطاعت وقدرت رکھنے والے شخص کا انہیں کتاب وسنت کے دلائل سے استباط کرنا۔

دوم :

جو خود استنباط نہیں کر سکتا اور دلائل سے استنباط کرنے سے عاجز ہے اسکا اہل علم سے دریافت کرنا، اور ان کے اقوال پر عمل کرنا، اور اس وقت وہ سب سے زیادہ عالم اور ورع و تقوی کے مالک کی تقلید کرے، اور اس کے لیے کسی معین مذہب یا سب مسائل میں کسی معین شخص کی اتباع لازم نہیں "

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (41/5).

واللہ اعلم .